اردو کمار بھارتی

جوابات : مشقی سرگرمی نامہ 3

سوال 1. (الف)

(۱) بابا نے تکان کی وجہ سے

کہانی نہیں سنائی

تو بھولا

روٹھ گیا

اس نے کہا،

بھولا باباجی کا نہیں

بابا نے اسے

مٹھائی کے لالچ سے

منالیا۔

(۲) بابا کو اس دن دوپہر کو اپنے گھر سے چھے میل دور اپنے کھیتوں میں ہل پہنچانے کے لیے جانا پڑا تھا۔ اس وجہ سے بابا بہت زیادہ تھک گئے تھے۔ تکان کی وجہ سے رات کو بابا بستر پر لیٹتے ہی اونگھنے لگے۔ یہی وقت بھولا کو کہانی سنانے کا تھا۔ جیسے ہی ماں نے بابا کو دودھ دیا، بھولا بابا کے پیٹ پر چڑھ گیا اور کہانی سنانے کی فرمائش کی۔ تب بابا نے تکان کی وجہ سے بھولا کو کہانی سنانے سے انکار کر دیا۔

(۳) مصنف نے بالکل درست لکھا ہے کہ عورت کا دل محبت کا ایک وسیع و عریض اور گہرا سمندر ہے۔ اس دل میں اپنے ماں باپ کے لیے جتنا پیار ہے اتنا ہی پیار اس کے دل میں اپنی اولاد کے لیے ہے۔ وہ اپنے بھائی بہنوں سے بھی محبت کرتی ہے۔ اسے اپنے شوہر سے بھی پیار ہوتا ہے اور سسرالی رشتے داروں سے بھی وہ محبت کرتی ہے۔ وہ سب سے پیار کرتی ہے اس کے باوجود اس کے پیار کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہونے پاتی۔ جس طرح سمندر میں بے پناہ پانی ہوتا ہے اسی طرح عورت کے دل میں بے پناہ پیار رہتا ہے۔ اسی لیے عورت کو محبت کی دیوی اور پیار کی مورتی بھی کہا جاتا ہے۔

سوال 1. (ب)

(۱)

(i)	عرب تاجروں کے نام	← مسعودی اور یاقوت
(ii)	ہندو راجاؤں کے نام	← ولبھ رائے گووندسوم اور اموگھ ورش
(iii)	سنت ایکناتھ کی نظم	← ہندو۔ ترک سنواد
(iv)	مسلمان ناظم کا مقامی نام	← ہنرمن

(۲) آٹھویں صدی عیسوی کے دورِ حکومت میں ہندو راجا مسلمانوں میں شرعی امور کی پاسداری کے لیے مسلمان ناظم مقرر کیا کرتے تھے۔ مسلمان مجرموں کو شریعت کے مطابق سزا دی جاتی تھی۔ ہنرمن (مسلمان ناظم) کے انصاف پر بھروسا کیا جاتا تھا۔ ہندو مسلمان ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے عقیدوں کا احترام کرنے لگے تھے۔

(۳) آٹھویں صدی عیسوی میں مہاراشٹر میں ہندو اور مسلمان مل جل کر رہتے تھے۔ ان میں جو اتحاد و اتفاق تھا اس کی بدولت دونوں قوموں کی ثقافت ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی رہی۔ یہاں خانقاہوں میں صوفی اور مٹھوں میں سنت روحانی تعلیم دے رہے تھے۔ وہ اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ ظاہر میں آدمی کا مذہب الگ الگ ہوتا ہے لیکن باطن میں سب کی روح ایک ہی ہے۔ اسی لیے انھوں نے ظاہری رنگ ڈھنگ پر زور دینے کی بجائے انسانوں کے باطن کو روشن کرنے کی کوشش کی۔ یہ صوفی سنتوں کی تعلیم کا اثر تھا کہ ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے عقیدوں کا احترام کرنے لگے تھے۔ ان کے درمیان سماجی لحاظ سے جو دوریاں تھیں وہ ختم ہونے لگی تھیں اور ثقافتی رشتے مضبوط ہونے لگے تھے۔

سوال 1. (ج)

(۱)

(۲) مثبت اختلاف رائے کے چار اہم نکات حسبِ ذیل ہیں :

(i) دلائل کے ساتھ اختلاف کرنا چاہیے۔

(ii) مثبت دلائل سے رائے مستحکم ہوتی ہے۔

(iii) مثبت اختلاف سے متبادل زاویۂ فکر، نیا خیال اور نیا بیان سامنے آتا ہے۔

(iv) مثبت اختلاف سے تنقیص کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔

(v) مثبت اختلاف رائے ادب اور تنقید کے لیے کار آمد ہوتا ہے۔

سوال 2. (الف)

(۱)

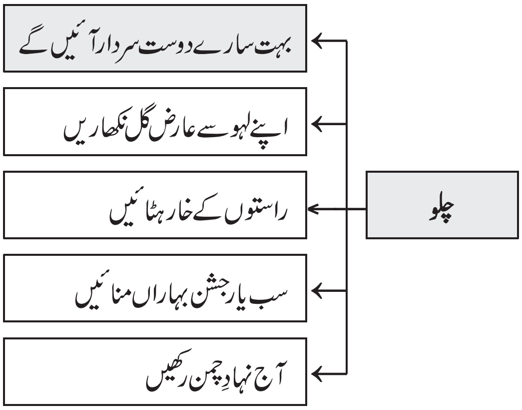

(۲) میرا پسندیدہ شعر حسبِ ذیل ہے :

یہاں تو سب ہی ستم دیدہ، غم گزیدہ ہیں — کرے گا کون بھلا زخمہائے دل کا شمار

پسندیدگی کی وجہ : اس شعر میں شاعر نے انسان کے اس نفسیاتی پہلو کو اجاگر کیا ہے جس کا ہم روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ انسان جب دکھی اور رنجیدہ خاطر ہوتا ہے تو اسے اپنے ہی رنج و غم اور دکھ بڑے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں کے دکھوں کے بارے میں کبھی نہیں سوچتا۔ اسی لیے شاعر نے کہا ہے کہ یہاں سبھی رنجیدہ اور نم دیدہ ہیں۔ دکھ کے مارے ہوئے ہیں تو بھلا وہ دوسروں کے درد و غم کا اندازہ کیا کر سکتے ہیں۔

(۳) لہو سے عارض گل کو نکھارنا یہ حسنِ اسلوب کی عمدہ مثال ہے۔ عارض گل کو نکھارنے سے مراد زندگی کو حسین تر بنانا۔ زندگی کو حسین بنانے کا عمل قربانی و ایثار کا متقاضی ہے۔ شاعر کہتا ہے ہم اپنا لہو دے کر زندگی کے حسن کو نکھاریں گے، یہی رسم وفا ہے اور یہی منچلوں کا شعار بھی۔

سوال 2. (ب)

(۱)

(i) راستہ	←	پھولوں بھرا ہے
(ii) سلسلہ	←	بکھرا پڑا ہے
(iii) مٹی	←	زنجیر پا ہے
(iv) سفر کا تقاضا	←	جدا ہے

(۲) وہ لوگ جو اپنی ذات کے حصار میں قید ہوتے ہیں انھیں دنیا و مافیہا کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔ ان کی سوچ، ان کی فکر ان کی اپنی ذات تک محدود ہوتی ہے۔ وہ خود غرض اور مطلب پرست ہوتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ ایک وقت اس پر ایسا گزرا کہ وہ ایک ایسے کوہ کے اندر دفن تھا کہ اسے کسی کی کوئی خبر نہ تھی۔ اس کا محبوب ابر کرم بن کر اس کے لیے برستا رہا مگر وہ اس سے غافل اور بے نیاز رہا۔

(۳) یہ مصرع راجندر منچندہ بانیؔ کی غزل سے لیا گیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ تمام شہر میرا دشمن ہے۔ یہاں کوئی میرا ہمدرد نہیں ہے، کوئی مہربان نہیں ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اللہ کا در کھلا ہے۔ جب انسان دنیا والوں سے مایوس ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کے در پر ہی دستک دیتا ہے۔ کیونکہ یہی وہ در ہے جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ اس بات کو شاعر نے بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے کہ تمام شہر میرا دشمن ہے تو کیا ہوا، مجھے اس کا کوئی غم نہیں کیونکہ اے اللہ! تیرا در کھلا ہوا ہے جہاں جب چاہے میں آ سکتا ہوں۔

سوال 2. (ج)

(۱)

مردانِ خدا کی پہچان	←	کسی کے آگے نہ جھکنا
دل کی کیفیت	←	غم کے شعلوں میں جھلس رہا ہے
دھارے کا عزم	←	راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ سے گزر جانا
پتھروں پہاڑوں سے مراد	←	راستے کی اڑچن، رکاوٹیں

(۲) شاعر نے چاند کو مخاطب کر کے نصیحت کی ہے کہ اگر اسے رات کے اندھیرے میں سفر کرنا ہے تو کسی چراغ کی روشنی کے رحم و کرم پر مت رہ بلکہ خود اپنا چراغ بن جا۔ اپنے داغ جگر کی روشنی میں اپنا سفر جاری رکھ۔ داغِ جگر کی روشنی سے مراد خودی کی حرارت اور تپش کی روشنی ہے۔ اس روشنی سے تیرے راستے کی تاریکی دور ہوگی تو تجھے کسی اور کا احسان اٹھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ شاعر نے چاند کو نصیحت کرنے کے پردے میں قوم کو پیغام دیا ہے کہ دوسروں کے بھروسے پر مت رہو بلکہ اپنے بل بوتے پر منزل کی طرف بڑھتے رہو۔ اپنی خودی اور اپنی صلاحیتوں کو پہچانو اور ان سے کام لو اور اپنی اور اپنے ملک و قوم کی زندگی کو درخشاں بناؤ۔

سوال 3.

(ا) ڈرامے کے اہم کرداراوران کی شناخت :

(ا) **خلیفہ :** ہارون رشید، آٹھویں صدی عیسوی میں اسلامی دنیا کے خلیفہ تھے۔

(۲) **ابوالحسن :** بغداد کا ایک نوجوان۔خلیفہ نے اسے ایک دن کا خلیفہ بنادیا تھا۔

(۳) **جعفر :** خلیفہ ہارون رشید کا وزیر۔

(۴) **مسرور :** ایک سردار جسے خلیفہ نے ابوالحسن کا خیال رکھنے کی ہدایت دی تھی۔

(۵) **کافور :** ایک حبشی غلام جو عموماً رات کے گشت میں خلیفہ کے ساتھ رہتا تھا۔

(۶) ابوالحسن کی ماں۔

(۷) **داروغہ :** ابوالحسن کو قید کرتا ہے اوراسے کوڑے لگاتا ہے۔

(۸) تین پڑوسی، امیر، افسر، کنیزیں اور غلام۔

(۲) محل میں سونے کے کمرے میں ابوالحسن کو نیند سے جگانے کے لیے مسرور کپاس کا خوشبودار پھاہا سونگھاتا ہے تو ابوالحسن چھینکتے ہوئے بیدار ہوجاتا ہے۔مسروراسے امیرالمومنین کہہ کرمخاطب کرتا ہے تو وہ حیران رہ جاتا ہے۔کہتا ہے کہ میرا نام ابوالحسن ہے۔مسرور کہتا ہے کہ یہ ابوالحسن کون ہے؟ میں تو حضور کے منہ سے پہلی بار یہ نام سن رہا ہوں۔تب وہ حیرت سے کہتا ہے کہ میں جاگ رہا ہوں کہ سورہا ہوں۔مسرور کہتا ہے کہ کیا امیرالمومنین کی طبیعت ناساز ہے؟ ابوالحسن مسرور کو غور سے دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔تب مسرور کہتا ہے کہ آج آپ کی زبان سے عجیب باتیں سن رہا ہوں آپ سارے مسلمانوں کے خلیفہ ہیں۔

(۳) ڈرامے میں ابوالحسن کی ماں کا کردار روایتی ماں کا ہے جو اپنے بیٹے سے بےحد محبت کرتی ہے۔جب ابوالحسن ایک دن کا خلیفہ بننے کے بعد گھر لوٹتا ہے اور صبح بیدار ہونے کے بعد اپنے آپ کو خلیفہ سمجھتے ہوئے ماں کو ڈانٹتا پھٹکارتا ہے، اسے ماں ماننے سے انکار کردیتا ہے تب بھی ماں کی ممتا میں کمی نہیں آتی۔اس کے برعکس ماں کی پریشانی بڑھ جاتی ہے کہ آخر ابوالحسن کو کیا ہوگیا۔جب داروغہ ابوالحسن کو گرفتار کرکے لے جانے لگتا ہے تو اس کی ماں کہتی ہے کہ شاید اس پر جن کا سایہ پڑ گیا ہے، اسے چھوڑ دو۔

ماں قیدخانے میں جاکر ابوالحسن کو سمجھاتی ہے۔آخرکار ابوالحسن کی عقل ٹھکانے آتی ہے اور ماں اسے لےکر گھر آتی ہے۔جب تک ابوالحسن قید میں رہتا ہے اس کی ماں اسے رہا کرانے کی حتی المقدور کوشش کرتی ہے اور آخر میں کامیاب ہوجاتی ہے۔

ابوالحسن اپنی ماں کو بڑھیا کہتا ہے، اسے ماں ماننے سے انکار کردیتا ہے۔اس کے باوجود جب داروغہ ابوالحسن کو کوڑے مارتا ہے تو وہ داروغہ سے التجا کرتی ہے کہ ابوالحسن کو نہ مارو۔اس کا دل نہیں مانتا کہ ابوالحسن پاگل ہوگیا ہے۔وہ سمجھتی ہے کہ ابوالحسن کو شیطان نے بہکا دیا ہے۔اس وجہ سے وہ اس طرح کی حرکتیں کررہا ہے۔وہ ہرحال میں اپنے بچے کی حفاظت کرنا چاہتی ہے۔واقعتاً ڈرامے میں ماں کا کردار مثالی ہے۔

سوال 4. (الف)

(۱) (i) مرکب جملہ

(ii) مفرد جملہ

(۲) (i) چار چاند لگانا : کسی مشہور شخص کی شرکت سے تقریب میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

(ii) سمجھوتا کرنا : طاقتور سے لڑنے کی بجائے سمجھوتا کر لینا عقل مندی ہے۔

(۳) (i) جہاں چاہ وہاں راہ

(ii) آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا

(۴) (i) ہجو

(ii) قصیدہ

(۵) (i) صنعت استعارہ

(ii) صنعت تجنیس زائد

سوال 4. (ب)

(۱) زیر اضافت والی ترکیبیں : (i) اہلِ مدینہ

(ii) سالِ ولادت

(۲) (i) مضاف : بحرالکاہل

(ii) مضاف الیہ : منظر

(۳) (i) آتش پرست

(ii) پٹواری

(۴) (i) غیر متعلق لفظ : بوٹی

(ii) لغوی ترتیب : تندرست، خوبصورت، عصمت، علالت

(۵) (i) سابقہ 'ہم' سے بنا لفظ : ہم راز

(ii) لاحقہ 'خانہ' سے بنا لفظ : دواخانہ۔

سوال 5. (الف)، (ب) اور (ج) ...

اطلاقی تحریری سرگرمیوں کی خود سے جانچ کرنے کی بابت ...

اطلاقی تحریری سرگرمیوں میں طلبہ سے توقع کی جاتی ہے کہ جواب میں اپنے خیالات اور تصورات کو اپنی زبان میں لکھیں۔ان سرگرمیوں کی نوعیت آزادانہ جواب کی ہوتی ہے۔طلبہ ان کے جوابات اپنے طور پر لکھیں۔

اس مضمون کے حل شدہ پہلے سرگرمی نامے میں اطلاقی تحریری سرگرمیوں کے جوابات کا طلبہ مطالعہ کریں؛ تقسیم نمبرات کے نکات کو ذہن نشیں کریں اور اپنے لکھے ہوئے جوابات کی خود ہی جانچ کرنے کی کوشش کریں۔حسب ضرورت اپنے اساتذہ سے رہنمائی حاصل کریں۔

اطلاقی تحریروں کے مزید مطالعے کے لیے **'نونیت اردو زبانِ اوّل اطلاقی تحریر: دسویں جماعت'** کی کتاب میں دیے گئے اطلاقی تحریر کے نمونوں کو ضرور پڑھیں۔

★★★